فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر

ڈاکٹر محمد ریاض

متکلمین اسلام کے نزدیک معرفت خداوندی اور علم اخلاق کے تین معروف طریقے رہے ہیں :۔ (۱) حسی و تجربی (۲) خبری و دینی (۳) اور نظری و استدلالی ۔ حس و تجربے کی رو سے حسن و قبح اور خوب و ناخوب کی بحث ہوتی رہی اور عقلاء کے محسوسات اور تجربات سے عام لوگ بہرہ مند ہوتے رہے۔خبری ودینی روش کی توضیح ضروری نہیں ۔ متکلمین اسلام نے اپنی دینی تعلیمات کی روشنی میں اوامر و نواھی ، خیر و شر اور نیک و بد امور کی مفصل بحثیں کی ھیں ۔ اس ضمن میں قرآن مجید ، احادیث نبوی ، اور بزرگان اسلام سے مستفاداقوال زیادہ منقول ہوتے رہے ھیں۔ نظری واستدلالی طریقے کو فلسفیانہ اسلوب بھی کہا جاتا ہے ۔ حکمائے یونان جیسے سقراط ، بقراط ، جالینوس ، افلاطون اور ارسطو کے افکار و عقائد بالخصوص اور دنیائے قدیم کے کئی دیگر دانشمندوں کے اقوال بالعموم متکلمین اسلام کے پیش نظر رہے ۔ ان فلسفیانہ اخلاقی افکار و اقوال کو مسلمان متکلمین نے نقل ھی نہیں کیا بلکہ دین اسلام کی تعلیمات سے ان کا تقابل و تطابق بھی کیا ہے ۔ فارسی میں کتب اخلاق کا نہایت قابل قدر سرمایہ ملتا ہے۔ فارسی زبان کے مصنف ذولسانین تھے۔ اس لئے انہوں نے کتب اخلاق عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں لکھی ھیں ۔ ان کتب میں ہر قسم کے تجربی ، دینی اور فلسفیانہ مباحث دیکھے جا سکتے ھیں۔

علم کلام کے مباحث سے اسلامی فکر و نظر کو جو فوائد ملے ان میں اخلاقی بحثوں کی اهمیت بھی شامل نظر آتی ہے ۔ مثلاً فلسفۂ اخلاق کے ضمن میں ارسطو کے معاشرتی دلائل آج تک منقول ملتے ھیں ۔ وہ کہتا ہے کہ ہر معاشرے کے تین ارکان ھیں : آبادی ، معاشرتی قانون اور افراد معاشرہ کا باهمی تعاون ، جسے فرد اور جماعت کا تعاون بھی کہہ سکتے ھیں ۔ معاشرے کے اهم تر سہ گانہ ارکان آج بھی یہی قرار پا سکتے ھیں ۔ یونانی نظریۂ اخلاق میں جن امور کو فضائل و رذائل قرار دیا جاتا رها ، ادیان کی زبان میں انہیں خیر و شر یا نیکی و بدی کہا گیا ہے ۔ فارسی کتب اخلاق میں فضائل و رذائل کی بحث ملتی ہے اور ثواب و عذاب یا خیر و شر کی بھی ۔

اخلاق کے بارے میں استدلالی اور فلسفیانہ نقطہ نظر سے بعض ایسے مباحث چھیڑے جاتے رہے جو اب بھی قصہ پارینہ نہیں بنے ھیں ۔ مثلاً یہ تصور کہ اخلاق فرد کے نقطہ نظر سے متعین ھو یا معاشرے اور ملک کے نقطہ نظر سے ۔ اس اباحـی تصور کے بارے میں رطب و یابس آراء کتب اخلاق میں دیکھی جا سکتی ھیں ۔ ایک دوسری بحث یہ ہے کہ آیا روش اخلاق اور خوبی و نیکی کی پیروی کرنا ایک طبعی امر ہے یا اکتسابی ۔ تعلیم و تربیت اور تعزیری قوانین کے نفاذ کی ضرورت کے بیان میں اس امر کے بارے میں مفصل لکھا جاتا رها ہے ۔ ایک بحث یہ دیکھی جاتی ہے کہ سعادت و شقاوت کیا ہے اور نظام اخلاق سے ان کا کیا ربط ہے ؟ ایک بحث جبر و قدر کی ہے جو اکثر کتب اخلاق میں دیکھی جاتی ہے ۔

مدعا یہ ہے کہ آیا انسان اپنے اچھے یا برے اعمال کے انجام دینے میں آزاد ہے یا مجبور ۔ کتب اخلاق میں فضائل اور رذائل کی بحثیں دیگر امور کے مقابلے میں زیادہ مطول ملتی ھیں مگر صوفیا کے نقطہ نظر سے لکھی جانے والی

کتب اخلاق میں سلوک و عرفان اور احوال و مقامات کی اخلاق آموز توجیہات بھی ملتی ھیں ـ اخلاق کے بارے میں استدلالی بحثوں کے ذریعے متکلمین اسلام نے اپنے دین کے عقائد ، عبادات اور اعمال خیر کی حقانیت تسلیم کروانے کی کوشش کی ہے ـ حکمت شرع بیان کرنے کی ان مساعی کے ذریعے دین اسلام کی عقلی بنیادیں فراہم ہو گئیں ـ ممکن ہے کہ انسانی عقل بعض دینی اعمال کی علت غائی کی صحیح ترجمانی نہ کر سکے مگر اس سے متکلمین اسلام کی کوششوں پر حرف نہیں آتا ـ

فارسی کتب اخلاق کی درج ذیل عنوانات کے تحت گروہ بندی کی جا سکتی ہے : نصیحت نامے ، اخلاق آموز داستانیں جن میں انسانوں کی اور حیوانات کی گفتگو کی صورت میں داستانیں ملتی ھیں ـ حکام و ملوک کے نصیحت نامے اور عام یا اسلامی نظام اخلاق کے بارے میں کتب و مواعظ نامے اور سیر و سلوک کے بارے میں کتب وغیرہ ـ مگر کئی دیگر موضوعات پر لکھی جانے والی کتب میں بھی اخلاقی مباحث موجود ھیں ـ یہ کتب نثر یا نظم یا دونوں کے آمیزے کی صورت میں ملتی ھیں ـ متعدد کتب برصغیر یا ایران وغیرہ میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکیں مگر قلمی صورت میں ملنے والی کتب بھی اتنی زیادہ ھیں کہ مستقبل قریب میں ان سب کا شائع ہو جانا ممکن نظر نہیں آتا ـ ایسی ۱۸۴ کتابوں کے بارے میں پروفیسر محمد نقی دانش پژوہ نے ۱۳۳۹ھ ش ۱۹۶۰ء میں تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے کی طرف سے ایک کتابچہ شائع کیا تھا ـ کوئی دس سال بعد ۱۳۴۹ھ ش / ۱۹۷۰ء میں اسی کتب خانے کے مخطوطات کی فہرست احمد منزوی صاحب نے مرتب کی اور انہوں نے مزید قلمی نسخوں کو متعارف کرایا ـ دلچسپی رکھنے والے حضرات مذکورہ دونوں فہرستوں کو بالاستیعاب دیکھ سکتے ھیں ـ راقم پانچویں صدی ھجری سے نویں

صدی هجری تک کی صرف چند کتابوں سے مختصراً بحث کرے گا ـ

پانچویں صدی ھجری

اس صدی میں تصوف کی دو اهم کتابیں فارسی میں لکھی گئیں ـ ایک عربیٰ سے ترجمہ اور شرح ہے ، اور دوسری طبع زاد ـ شیخ ابی بکر محمد کلابازی بخارائی (م ۳۳۸۰ ھجری) کی کتاب«التعریف لمذهب التصوف » کا فارسی ترجمہ اور شرح شیخ ابوابراهیم اسماعیل المستملی بخارائی (م ۴۳۴ ھـ)نے لکھی جو مصنف کے تلمیذ تھے ـ دوسری کتاب شیخ علی جلابی هجویری داتا گنج بخش (م ۴٦۵ ھـ) کی کشف المحجوب ہے ـ ان دونوں کتابوں میں اخلاق صوفیہ سے بحث ملتی ہے ـ ابویعقوب اسحاق سجزی نے بھی اسی صدی میں کشف المحجوب کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے ـ مگر سات ابواب پر مشتمل یہ کتاب اسماعیلی عقائد کی حامل ہے ـ یہ ابواب توحید ، عقل ، نفس ، فطرت ، موجودات ، نبوت اور معاد کے بارے میں هیں ـ شرح تعرف ۴ جلدوں کی ایک ضخیم کتاب ہے ـ آٹھویں صدی هجری کے کسی نامعلوم مصنف نے اس کتاب کا ایک خلاصہ لکھا ہے جو تہران سے شائع هو چکا ہے ـ اس کتاب اور سید علی جلابی هجویری کی کشف المحجوب کے اخلاق آموز محتویات بیشتر احوال صوفیہ اور ان کے منقول اقوال کی صورت میں ملتے هیں ـ

امیر عنصر المعالی کیکاؤس زیاری سلطان محمود غزنوی کا بہنوئی تھا ـ بظاهر ۴۷۵ هجری میں اس نے اپنے بیٹے گیلان شاہ کی راهنمائی کی خاطر قابوس نامہ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس کے ۴۴ ابواب هیں ـ اس کتاب میں زندگی اور جهانبانی کے آداب سے بحث ہے ـ دینی اور اخلاقی نکتوں کو

مصنف نے بیشتر حکایات کے پردے میں بیان کیا ہے۔ ایک باب فتوت یا جوانمردی کے بارے میں ہے جو ایک مخصوص نہج اخلاق رہا ہے۔(۱)

ابوعلی حسن نظام الملک طوسی (م ۴۸۵ ھ) کا سیاست نامہ ، ۔ اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کتاب میں اسلام کی سیاسی تعلیمات اور نامور مسلمان حکمرانوں کی روش اخلاق دلپذیز انداز میں ملتی ہے۔ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی (م ۴۸۱ ھ) کے کئی رسائل جیسے "قلندر نامہ"، "مناجات نامہ" "اور کنزالسالکین" کا موضوع بھی اخلاق ہے۔ مگر اس صدی کے عظیم تر مصنف اخلاقیات حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد غزالی (م ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء) ھیں ۔ عربی میں علم اخلاق پر ان کی بے نظیر کتاب "احیاء علوم الدین" ہے جو فارسی اور کئی دیگر زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ مگر کیمیائے سعادت نام کی کتاب میں امام غزالی نے اپنی عربی کتاب کے اہم تر مطالب خود بھی فارسی میں بیان کر دئے ھیں ۔ اس کتاب میں دین اسلام کی رو سے عقائد ، عبادات اور معاملات پر بحث کی گئی ہے اور نکات اخلاق کو دلپذیر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ امام موصوف کے خطوط اور ان کے ایک فارسی رسالہ "نصیحۃ الملوک" میں بھی دلپذیز اخلاقی تعلیمات ملتی ھیں ۔ نظام اخلاق پر لکھنے والے بعد کے تقریباً ہر مصنف نے امام غزالی کی کتب و رسائل کا اثر قبول کیا ہے۔

چھٹی صدی ھجری

اس صدی میں ابوبکر محمد طرطوشی (م ۵۲۰ ھ) نے سراج الملوک فی العدل والسلوک کے نام سے ایک عربی کتاب لکھی تھی جسے مقدمہ ابن خلدون کا پیشرو کہا جاتا ہے۔ اس کتاب کا فارسی ترجمہ تقی الدین محمد نے کیا جو ابھی مخطوطات کی صورت میں ملتا ہے۔ مترجم عبدالرحیم خانخانان (م ۱۰۳۶

ھـ) کے دربار سے منسلک رہا ہے۔ مکارم اخلاق مولفہ رضی الدین ابوجعفر محمد نشاپوری (م ۵۹۸ھ) چالیس ابواب میں قابوس نامے کی سی فلسفہ اخلاق پر ایک عمدہ کتاب ہے۔ مگر اس کا مخطوطہ ھی راقم الحروف نے دیکھا ہے۔ اس صدی میں حکیم سنائی غزنوی (م ۵۳۵ھ) اور شیخ نظامی گنجولی (م ٦١٠ھ) نے اپنی کئی فارسی مثنویوں میں اخلاقی مباحث پر طبع آزمائی کی مگر ان کی کتابوں پر صوفیانہ اثرات غالب ھیں ۔ سنائی کے ایک مقلد شیخ عطا نشاپوری کا دور حیات ساتویں صدی ھجری کے ربع اول تک محیط ہے۔ (م ٦١٨ھ) ان کی مثنویوں جیسے "منطق الطیر"، "الٰھی نامہ" اور "مصیبت نامہ" میں دین کے علاوہ تجربی و حسی اخلاق کے نمونے بھی ملتے ھیں ۔ ان کے "تذکرۃ الاولیاء" میں صوفیا اور بزرگان دین کے احوال و اقوال کے تتبع میں مفید اخلاقی مباحث بھی ملتے ھیں ۔روضۃالعقول نام کی کتاب جواس صدی میں محمدبن غازی ملطوی نے لکھی ، در اصل شاہ طبرستان مرزبان کی طبری زبان کی ایک کتاب کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس کتاب کا ذکر "مرزبان نامہ" کے عنوان سے ساتویں صدی ھجری کی کتب میں کیا جائے گا ۔ اس کتاب کا اور "کلیله و دمنہ" کا اسلوب یکساں نوعیت کا ہے شیخ الاشراق شھاب الدین مقتول (۵۸۳ھ) کے فارسی رسائل میں فلسفہ اخلاق بڑی حد تک یونانی فلاسفہ سے ماخوذ ہے۔ ان کے اکثر رسائل کو حالیہ سالوں میں فرانسیسی مستشرق ھزی کوربن نے ایران سے شائع کرایا ہے۔

"کلیله ودمنہ" کی اصل سنسکرت بتائی جاتی ہے۔ کہتے ھیں کہ چھٹی صدی ھجری میں ساسانی بادشاہ نوشیرواں (۵۳۱ ـ ۵۷۹ء) نے برزویہ نام کے اپنے ایک طبیب کو ھندوستان بھیجا تھا ۔ برزویہ کلیله ودمنہ کا ایک سنسکرت متن ایران لے گیا اور اسے پھلوی میں ترجمہ کرایا ۔ عبداللہ بن المقنع نے پھلوی متن کو عربی میں منتقل کیا جو ابتک دلپذیر کتاب کے طور پر پڑھا جاتا رہا ہے۔ مشھور فارسی شاعر رودکی ثمرقندی (م ۳۲۹ھ) نے ان داستانوں کو فارسی شعر

کا جامہ پہنایا ، مگر اس کے بہت تھوڑے اشعار دستیاب ہوتے ھیں ۔ اس کتاب کا معروف ترین متن وھی ہے جسے ابوالمعالی نصراللہ منشی نے چھٹی صدی ھجری کے وسط سے کچھ پہلے لکھا اور جسے سلطان بہرام غزنوی (۵۱۲ ۔ ۵۴۷ھ) کے نام سے معنون ھونے کی بنا پر "کلیلہ ودمنہ بہرام شاھی" کہتے ھیں ۔ سنسکرت میں ، کہتے ھیں ، مطالب دس باب تک محدود تھے ۔ مگر پہلوی ، عربی اور فارسی مترجمین نے چھ ابواب کا اضافہ کر دیا ۔ اب کتاب ١٦ ابواب کی حامل ہے ۔ بعد کے زمانوں میں اس کتاب کو کئی مصنفین اپنے اپنے اسلوب میں ڈھالتے اور نئے نئے متن تیار کرتے رہے ۔ مثلاً ملا حسین کاشفی کی "انوار سہیلی" اور ابوالفضل علامی (م ١٠١١ھ) کی عیار دانش پروفیسر ڈاکٹر پرویز ناتل خانلری نے مزید ایک متن کا کھوج لگایا ہے ۔(٢)

کلیلہ ودمنہ اخلاق کی بلند کتاب ہے ۔ مترجم نے آیات قرآن مجید ، احادیث رسول عربی اور فارسی امثال واشعار نقل کرکے عمدہ نکات حکمت سمجھائے اور خیر و خُلق کی ضرورت کے راز بتلائے ھیں ۔ لطف یہ ہے کہ یہ سب کچھ مختلف حیوانات اور پرندوں کی گفتگو کے پردے میں بیان کیا گیا ہے ۔ ایک حیوان کو دوسرے حیوان سے یا ایک پرندہ کو دوسرے پرندے سے محو گفتگو دکھا کر مصنف زندگی کے دلپذیر نکات اور تجربات سمجھاتا اور اخلاق آموز مباحث چھیڑتا جاتا ہے ۔

ساتویں صدی ھجری

سعدالدین وراوینی کا متن مرزبان نامہ اس صدی کے ربع اول میں لکھا گیا ۔ یہ کتاب کلیلہ ودمنہ سے شبیہ ہے اور جیسا کہ ایرانی محققین نے بھی لکھا ، مترجم نے کلیلہ ودمنہ بہرام شاھی کے اسلوب کو بھی پیش نظر رکھا ہے ۔ البتہ مرزبان نامہ کلیلہ ودمنہ سے مشکل تر ہے ، گو طرز استدلال و استنتاج

دونوں کا یکساں ہے اور امثال و حکم نیز نکات اخلاق بھی جن و انس کے علاوہ چرند و پرند کی زبانی بیان کئے گئے ھیں ۔ اس صدی کی ایک دوسری اھم کتاب اخلاق «جوامع الحکایات و لوامع الروایات» ہے ۔ اس کے مصنف کا نام محمد عونی ہے جو ٦٣٠ھ کے لگ بھگ اچ (بہاولپور) میں فوت ھوا ہے۔ عونی بخارا کا رھنے والا تھا اور چنگیز خان کے حملے کے زمانے میں برصغیر میں وارد ھوا ۔ جوامع الحکایات ۴ جلدوں پر مشتمل ہے اور ھر باب کے ۲۵ باب ھیں ۔ یہ ضخیم کتاب ابھی بتمامہ شائع نہیں ھو سکی مگر اسکے دیدہ زیب مخطوطات کئی کتب خانوں میں نظر سے گزرتے ھیں ۔ ڈاکٹر نظام الدین احمد مرحوم نے اس کتاب پر بزبان انگریزی تحقیق کرکے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی ۔ اختر شیرانی مرحوم نے اس کتاب کاایک حصہ اردو میں ترجمہ کرکے شائع کرایاتھا فارسی متن کے اجزاء کو ملک الشعراء بہار ، ڈاکٹر محمد معین ، محمد رمضانی ، ڈاکٹر مظاھر مصفا اور ان کی بیگم ڈاکٹر کریمہ بانو نے تہران سے شائع کرایا ، مگر آخری حصہ ابھی شائع نہیں ھوا ۔ محمد عونی کے تعارف میں یہ نکتہ جاننا ضروری ہے کہ اس مصنف نے لباب الالباب کے نام سے فارسی شاعروں کا ایک تذکرہ لکھا جو فارسی شعراء کے موجود تذکروں میں سب سے مقدم ہے۔

جوامع الحکایات میں داستانوں کے پردے میں اخلاقی تعلیم دی گئی ہے اور بعد کے کئی مصنفین جیسے شیخ سعدی وغیرہ نے اس کتاب کی اخلاق آموز حکایات اور روایات کا اثر قبول کیا ہے۔ محمد عونی نے دین اسلام کی تعلیمات اور فلسفہ یونان کے رذائل و فضائل کے ذکر کے ذریعے اصول اخلاق سمجھائے ھیں ۔

شیخ شہاب الدین سہروردی (م ٦٣٢ھ) اپنی کتاب «عوارف المعارف» کے ذریعے معروف ھیں ۔ مگر فارسی کے ادب اخلاق میں بھی ان کا بڑا حصہ ہے۔

چنانچہ ان کے دو "فتوت ناموں" کو مرتضی صراف نے تہران سے شائع کرایا ہے (۳) (۱۹۷۳ء) ۔ ان فتوت ناموں میں اخلاق صوفیہ کا ھی ذکر نہیں ، عام روش کے اصول اخلاق بھی مذکور ھیں ۔

خواجہ نصیر الدین طوسی (م ۶۷۲ھ) کی کتاب "اخلاق ناصری" بے حد معروف ہے اور متعدد بار شائع ھو چکی ہے۔ اس میں فلسفہ اور اصول اخلاق ممزوج ھیں اور کسی قدر اسماعیلی عقائد کا پرتو بھی نظر آتا ہے۔ مصنف نے ابن مسکویہ (م ۴۲۱ھ) کی عربی کتاب "طہارة الاعراق فی تہذیب الاخلاق" کو پیش نظر رکھا اور کتاب کو مندرجہ ذیل تین ابواب میں تقسیم کیا : تہذیب اخلاق ، تدبیر منزل اور سیاست مدن ۔ ان ابواب کو بالترتیب اخلاق سنوارنا ، امور خانہ داری اور جہاں بانی کہہ سکتے ھیں ۔

عربی میں فن مقامہ پر دو معروف کتابیں اس قرن تک تخلیق ھو چکی تھیں ۔ مقامات ھمدانی اور مقامات حریری ۔ ان کی روش پر قاضی حمید الدین بلخی (م ۵۵۹ھ) نے مقامات حمیدی لکھی جس میں ۲۴ مقامے ھیں ۔ اس کتاب کی فنی حیثیت سے قطع نظر اخلاق آموزی کے لحاظ سے بھی یہ کتاب کافی اھم ہے ۔

شیخ سعدی

فارسی کے ادب اخلاق میں شیخ مصلح بن عبداللہ سعدی شیرازی (م ۶۹۱ھ) ایک بے حد معروف اور اھم نام ہے۔ یوں تو ان کے ضخیم دیوان شعر اور فارسی رسائل میں بھی اخلاقی مباحث موجود ھیں مگر ان کی مثنوی "بوستان" اور نثر و نظم کے آمیزے "گلستان" کو اس سلسلے میں غیر معمولی شہرت ملی ہے۔ بوستان ۶۵۵ھ میں لکھی گئی اور بعد کے سال میں "گلستان" ۔ بوستان کے دس

ابواب ھیں اور گلستان کے آٹھ۔

اس دوسری کتاب کا اسلوب بڑی حد تک "مقامے" کا سا ہے۔ بعض مطائبات اور تغزلات سے قطع نظر ان دونوں کتابوں کا موضوع اخلاق ہے۔ زندگی کے اہم امور سے متعلق کم ھی کوئی بات ھو گی جسے سعدی نے بیان نہ کیا ھو اور اس کے بیان کے ذریعے اخلاق و حکمت کا درس نہ دیا ھو۔ جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا سعدی کی غزلیات بھی اخلاق آموز بیانات سے مملو ھیں۔ مثلاً۔

شرف نفس بجودست و کرامت بسجود
هر که این هر دو ندارد عدمش به ز وجود

خاکراهی که بروی گذری ساکن باش
که عیونست و جفونست و خدودست و قدود

دنیا آنقدر ندارد که برو رشک برند
ای برادر که نه محسود بماند نه حسود

قیمت خود بملاهی و مناهی مشکن
گرت ایمان درستست بروز موعود

آٹھویں صدی ھجری

اس صدی کے متعدد مصنفین نے اخلاقیات کے موضوع پر لکھا ہے مگر ہم چار پانچ افراد کے ذکر پر اکتفا کرتے ھیں۔ یہ حضرات شیخ نجم الدین زرکوب تبریزی (م ۷۱۲ھ)، شیخ علاءالدولہ سمنانی (م ۷۳۶ھ)، شیخ عبدالرزاق کاشانی (م ۷۳۶ھ)، عبید زاکانی (م تقریباً ۷۷۲ھ) اور میر سید علی ھمدانی شاہ ھمدان (م ۷۸۶ھ) ھیں۔ شیخ زرکوب اور علاءالدولہ سمنانی کے فتوت نامے

۱۹۴۹ء میں استنبول یونیورسٹی کے مجلہ اقتصاد میں عبدالقادر گولپنارلی نے شائع کرائے تھے - ان رسائل میں انفرادی اور اجتماعی مسائل کی روشنی میں حسن اخلاق برتنے کی تعلیم ملتی ہے - شیخ کاشانی کے فتوت نامے کو پروفیسر محمد دامادی نے ۱۹۷۱ء میں تہران سے شائع کرایا تھا ، مگر دو سال بعد ۱۹۷۳ء میں مرتضی صراف نے اسے زیادہ بہتر صورت میں شائع کرایا ہے (رسائل جوانمردان صفحہ ۱ تا ۵۷) - رسالے کا عنوان "تحفة الاخوان فی خصائص الفتیان" ہے - عبید زاکانی ایک شاعر اور ادیب تھا مگر اس کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ اس نے اپنے معاشرے کی صحیح عکاسی کی اور ایک اچھے نقاد معاشرہ کا کردار ادا کیا ہے - اخلاق الاشراف ، ریش نامہ، صد پند اور تعریفات کے عنوان سے ان کے رسائل مزاحیہ مطالب کے آئینہ دار ھیں مگر مزاح کے پردے میں مصنف نے اپنے اهل زمانہ کی بد اخلاقی نمایاں کی ہے اور اس طرح اخلاق کی ضرورت پر زور دیا ہے - عبید زاکانی کے مزاح کا نمونہ هم ان کے رسالہ "دہ فصل" سے نقل کرتے ھیں -

. . . الآدمی آنکہ نیک خواہ مردم باشد - المرد آنکہ سخن بہ ریانگوید - الدانشمند آنکہ عقل معاش ندارد - القاضی آنکہ ھمہ کس اورا نفرین کنند -

تہران سے سال میں ایک بار شائع ہونے والا مجلہ "فرھنگ ایران زمین" کی جلد ۱۸ (۱۹۷۲ء) میں عبید زاکانی کے کلیات نثر و نظم کا ایک انتخاب شائع ہوا تھا - (صفحہ ۱ تا ۸۵) -

میر سیدعلی همدانی شاہ همدان کا تعارف راقم نے دسمبر ۱۹۷۳ء کے "فکر و نظر" میں کرایا تھا - ان کے رسالہ فتوتیہ کا اردو ترجمہ بھی فکر و نظر کی مارچ ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں چھپ چکا ہے - مگر اخلاق و سیاسیات اسلامیہ کے موضوع پر ان کی اهم تر تالیف "ذخیرة الملوک" ہے - یہ کتاب

۱۹۰۵ء میں امرتسر سے شائع ہوئی تھی ۔ مگر راقم الحروف نے متن کو ادارہ "الکتاب" لاہور کے اہتمام سے بہتر صورت میں شائع کرانے کا بندوبست کیا ہے ۔ ذخیرۃ الملوک کے اخلاقی اور دینی مباحث اس کے درج ذیل دس ابواب کے عنوانات سے واضح ہو جاتے ہیں :

باب اول در شرائط و احکام ایمان و لوازم کمال آں کہ سبب نجات بندہ است از عذاب ابدی و وسیلہ وصول او بدوام لذات نعیم سرمدی ۔

باب دوم در ادائے حقوق عبودیت ۔

باب سوم در مکارم اخلاق و حسن خلق و وجوب تمسک حاکم و پادشاہ بسیرت خلفائے راشدین ۔

باب چہارم در حقوق والدین و زوج و زوجہ و اولاد و عبید و اقارب و اصدقا ۔

باب پنجم در احکام سلطنت و ولایت و امارت و حقوق رعایا و شرائط حکومت و خطر عہدہ آں و وجوب عدل و احسان ۔

باب ششم در شرح سلطنت معنوی و اسرار خلافت انسانی ۔

باب هفتم در بیان امر معروف و نہی منکر و فضائل و شرائط و آداب آں ۔

باب هشتم در حقائق شکر نعمت و ذکر اصناف انعام و افضال حضرت صمدیت جل جلالہ ۔

باب نہم در حقیقت صبر برمکارہ و مصائب دنیوی کہ از لوازم امور ولایت و سلطنت است ۔

باب دہم در مذمت تکبر و غضب و حقیقت آں ۔

۱۴۳ اقوال اور اخلاقی نصائح پر مشتمل میر سید علی ھمدانی کا ایک رسالہ "ذخیرۃ الملوک" کی ۱۹۰۵ء کی اشاعت کے ساتھ ضمیمے کے طور پر شائع ھوا تھا ۔ اس کا عنوان منہاج العارفین ہے ۔(۴)

نویں صدی ھجری

معین الدین مسکین فراھی (م ۹۰۷ھ) نے روضة الواعظین کے نام سے اس صدی میں ایک کتاب لکھی جو ۴ جلدوں میں ہے اور ان سب میں اخلاقیات سے متعلق ۴۰ احادیث نبوی کی شرح لکھی گئی ہے ۔ میر سید محمد نور بخش (م ۸۶۹ھ) کی "مکارم الاخلاق" کا موضوع اس کے نام سے واضح ہے ۔ یحیی سیبک فتاحی نشاپوری (م ۸۵۲ھ) کا قصہ "حسن و دل" مشہور ہے ۔ اردو کے کلاسیکی رسالہ "سب رس" کی بنیاد یہی داستان ہے ۔ اسی مصنف نے "شبستان نکات" کے نام سے فارسی نثر و نظم میں ایک کتاب اخلاق پر لکھی جو "گلستان سعدی" کے اسلوب میں ہے ۔ مولانا عبدالرحمن جامی (م ۸۹۸ھ) کی "بہارستان" کا بھی یہی انداز ہے ۔ اس صدی میں اخلاق پر لکھنے والے دو معروف مصنف ھیں ۔ ایک جلال الدین دوانی شیرازی (م ۹۰۸ھ) اور دوسرے حسین واعظ کاشفی سبزواری (م ۹۱۰ھ) ۔

جلال الدین دوانی کی "اخلاق جلالی" پر "اخلاق ناصری" کا واضح اثر موجود ہے اور مصنف نے مقدمے میں اس امر کا خود بھی اعتراف کیا ہے ۔ کتاب کا اصل نام "لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق" ہے اور اس کا موضوع "تدبیر منزل اور سیاسیات مدن" ہے ۔ کتاب کا اسلوب بیان "اخلاق ناصری" سے مشکل تر ہے یہ تعجب ہے کہ "اخلاق جلالی" ایسی قابل قدر کتاب آج تک ایران میں شائع نہیں ھوئی گو برصغیر میں یہ کتاب بار بار زیور طبع سے آراستہ ھوتی رھی ہے ۔ موضوع اخلاقیات پر جلال الدین دوانی نے پانچ اور رسالے لکھے ھیں ۔

جیسے "دیوان مظالم" ۔ یہ ابھی مخطوطات کی صورت میں ہیں ۔

حسین واعظ کاشفی کی اخلاق محسنی" (یا اخلاق محسنین) بھی ایران میں شائع نہیں ہوئی مگر برصغیر میں اس کا خاصا تداول رہا ہے ۔ اس کتاب کو مصنف نے ۹۰۰ ھجری میں تالیف کیا اور اس کے ۴۰ ابواب رکھے ۔ اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی کے مقابلے میں اس کتاب کی زبان آسان ہے اور اس میں دین اسلام کی تعلیمات زیادہ سموئی گئی ہیں جبکہ فلسفہ یونان کا اس پر کمتر اثر ہے ۔ "انوار سہیلی" کلیلہ ودمنہ کی ایک "تہذیب نوین" ہے ، مگر اس کا اسلوب بیان متکلفانہ ہے ۔ اس مصنف کی ایک تصنیف "فتوت نامہ سلطانی" ہے ۔ یہ کتاب سلطان الاولیاء حضرت امام رضاؑ کے نام معنون ہونے کی بنا پر اس طرح موسوم ہوئی ۔ اخلاق و فتوت کے موضوع پر یہ ضخیم کتاب اکثر ڈاکٹر محمد جعفر محبوب کی تصحیح و توضیح کے ساتھ ۱۹۷۱ء میں تہران سے شائع ہوئی تھی ۔ مطبوعہ کتاب کے ۴۲۶ صفحے ہیں اور مصحح کا ۱۱۴ صفحے کا مقدمہ جدا ہے ۔ کتاب کے سات ابواب ہیں اور ہر باب کئی کئی فصول میں منقسم ہے ۔

بعد کی بعض کتابیں

بعد کی صدیوں میں بھی اخلاقیات کے موضوع پر فارسی میں کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں ۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے ۔ راقم الحروف نے جو کتب دیکھی ہیں ان میں سے چند کے نام یوں ہیں ۔ آداب الصالحین و عمدۃ الواعظین ، سحر حلال ، جہاں نما ، پریشان اور خارستان ۔ پہلی دو کتابیں محدث عبد الحق دھلوی (م ۱۰۵۲ھ) کی ہیں ۔ سحر حلال بھی برصغیر میں لکھی گئی ۔ مصنف لطف اللہ لاھوری (م ۱۰۷۰ھ) ہیں ، جو پیشے کے لحاظ سے مہندس (انجینئر) تھے ۔ "جام جہاں نما" یا "جام جم" کے نام سے اوحدی مراغی

(م ۷۳۸ھ) کی ایک اخلاقی مثنوی معروف ہے ۔ مگر اس مختصر گفتگو میں هماری توجہ منثور یا منظوم یا مخلوط نثر و نظم کتب و رسائل کی طرف مبذول رهی ہے ۔ دسویں صدی هجری کے ایک مصنف غیاث الدین منصور دشتسکی شیرازی (م ۹۴۸ھ) نے "جام جہان نما" کے عنوان سے ایک مفصل کتاب لکھنے کا منصوبہ بنایا تھا ۔ اس کا مدعا اخلاقیات پر ایک دارالمعارف ترتیب دینے کا تھا مگر بظاهر یہ کتاب نامکمل رهی ہے ۔ (دیکھئے احمد منزوی کی مرتبہ فہرست نسخہ هائے خطی دانشگاہ تہران میں مخطوطہ نمبر ۱۵۳۴) ۔ "پریشان" قاآنی شیرازی (م ۱۲۷۰ھ ۔ ۱۸۵۴ء) کی "گلستان سعدی" کے اسلوب میں لکھی جانے والی کتاب ہے ۔ قاآنی نے سادہ رواں طرز اختیار کیا مگر سعدی کی حلاوت و شیرینی ایک دوسری هی چیز ہے ۔ بعض حکایات کو بھی قاآنی نے سعدی کے تتبع میں لکھا ہے ۔ ایک مثال نقل کئے دیتے هیں :

"دزدے بخانہ پارسائے در آمد ۔ چند انکہ جست چیزے نیافت ۔ دل تنگ شد ۔ پارسا را خبر شد ۔ گلیمے کہ برآں خفتہ بود در راہ دزد انداخت تا محروم نشود" ۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں را نکردند تنگ

ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ بادوستانت خلافست و جنگ

مودت اهل صفا چہ در روے وچہ در قفا ۔ نہ چناں کز پست عیب گیرند و بپشت پیش بمیرند :

در بـرابـر چـو گـوسفنـد سلیم
در قفـا همچـو گـرگ مـردم خـوار

هر کـہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد
بے گماں عیب تو پیش دگراں خواهد برد

(گلستان)

دزدے بہ خانہ درویشے رفت چندانکہ بیشتر جست کمتر یافت۔ درویش بیدار بود سر برداشت کہ من روز روشن در اینجا هیچ نیابم تو در شب تاریک چہ خواهی یافت جاه ؟ ۔

لاف طـاعت چنـد در پیـری زنـی
اے نکـرده در جـوانی هیچ کار

آنچہ را در روز روشن کس نجست
کے توانی جُست در شبهائے تار

(پریشان)

«خارستان» کے مصنف مجدالدین خوافی کے حالات زندگی سردست نا معلوم هیں ۔ یہ کتاب بهی گلستان سعدی کی پیروی میں لکهی گئی ، البتہ مصنف نے اس کے ابواب گلستان کے ابواب سے دو چند یعنی سولہ قائم کئے هیں۔ اس کتاب کی اشاعت سوم اس وقت پیش نظر ہے۔ جو ۱۸۹۷ء میں منشی نولکشور کے شهره عالم پریس (لکهنؤ) میں هوئی ہے۔ مطبوعہ کتاب کے ۲۱۰ صفحے هیں اور ابواب کی سرخیاں حسب ذیل هیں :

(۱) در اوصاف حکام (۲) در شفقت و ایثار

(۳) در فضیلت علم (۴) در عشق و محبت (۵) در عهد و پیمان (٦) در بے وفائی دنیا (۷) در کرامات اولیاء (۸) در آداب نفس (۹) در ورزیدن صحبت ابرار (۱۰) در ریاضت (۱۱) در مناکحت و احوال زنان (۱۲) در حسد (۱۳) در مذمت ظلم و فساد (۱۴) در نکوهش بخل و لئیمی (۱۵) در نوارد کلام (۱٦) در لطائف مردم۔

کتاب کا اسلوب نگارش عربی آمیز ہے مگر اسے سادہ اور غیر متکلفانہ کہہ سکتے ہیں۔ نمونے کے طور پر باب یکم کی دوسری حکایت ملاحظہ ہو:

"آورده اند کہ نعمان بن منذر ملکے بود در عرب قریب العہد باسلام۔ پیش از منصب حکومت تنعم بودے و جامہ ہائے نفیس پوشیدے و پہلو جز در حریر ننہادے۔ چون حکومت یافت پشمین پوشید و دیگر در تنعم نکوشید کہ "الآن حرمت علی اللذات (۵)۔ قطعہ ؏

ترک آسایش خود باید کرد
حاکمے کو عَلَم حکم افراشت

خواب در دیده او چون آید
ہر کرا پاس جہان باید داشت

مجموعی طور پر گلستان سعدی کی تقلید میں لکھی جانیوالی دیگر کتب کی طرح یہ بھی خشک اور بے آب و تاب ہے۔

★★★★★

تــــوضیحــــات

۱ ـ دیکھئے ماهنامہ «فکر و نظر» بابت اپریل و مئی ۱۹۷۰ء میں راقم الحروف کا مقالہ ـ

۲ ـ ملاحظہ ہو ماهنامہ سخن تهران مرداد ۲۵۳۷ ش اگست ۱۹۷۸ء ـ یک کلیلہ ودمنہ دیگر بہ متن ابن مقفع (م ۱۵۱هـ) کے عربی متن سے فارسی میں ترجمہ کیا گیا ـ مصنف چھٹی صدی هجری کے کوئی محمد بن عبداللہ بخاراکی هیں ـ کتاب کا مخطوطہ استنبول کے کتب خانہ «قابوسرا» مین محفوظ ہے ـ

۳ ـ رسائل جوانمردان ـ تهران ۱۹۷۳ء ص ۲۵۰ ـ اس مجموعے میں شیخ عبدالرزاق کاشی ، شیخ نجم الدین زرکوب اور شیخ شهاب الدین سهروردی وغیرهم کے فتوت نامے هیں ـ

۴ ـ رسالے کی اخلاقی نصیحتوں سے آگاهی کی خاطر ملاحظہ هو راقم الحروف کی کتاب حضرت میر سید علی همدانی شاه همدان (لاهور ۱۹۷۴ء) کا آخری حصہ ـ

۵ ـ یعنی اب میں نے اپنے اوپر لذتیں حرام کر دی هیں ـ

****